سلسلہ ۲ — خانوادہ حضرت شاہ علم اللہ رائے بریلوی

سادات قافلہ

سادات حسنی محلہ قافلہ (ریاست ٹونک راجستھان) کے
اصحاب فضل و کمال، علماء و مشائخ اور دینی و دنیاوی وجاہت
رکھنے والی شخصیتوں کا مختصر سا
تذکرہ اور سوانح

ترجمہ و تلخیص از سیرۃ السادات

سید محمد ثانی حسنی

www.abulhasanalinadwi.org

پیش لفظ

مولانا حکیم سید فخر الدین صاحب خیالی جواب سے تقریباً ساٹھ ستر سال پہلے ایک بڑے مورخ اور صاحب قلم گزرے ہیں انھوں نے تاریخ پر ایک بڑی ضخیم کتاب مہر جہانتاب کے نام سے لکھی تھی۔ جو ہنوز قلمی ہے اس میں خاندان اور اس کے علاوہ علماء، مشائخ، سلاطین، حکما، ادبار، شعراء نیز دوسرے علوم و فنون کے ماہرین کے حالات و سوانح تحریر کئے ہیں۔ جو بڑے نادر و نایاب ہیں۔ اس کتاب کے علاوہ انھوں نے "سیرت السادات" کے نام سے خاندان حسنی حسینی کے انساب حالات پر بھی ایک کتاب تحریر فرمائی تھی۔ اس کتاب کو سامنے رکھکر میں نے خانوادہ شاہ علم اللہ کی مشہور شخصیتوں کے حالات پر اردو میں ایک کتاب تحریر کی اور ان مبارک شخصیتوں کے حالات منظر عام پر لایا جو باوجود ان کے علم و فضل کے پردۂ خفا میں تھے۔ یہ حالات صرف خاندانی تعلق رکھنے والوں کے لئے ہی مفید نہیں ہیں بلکہ ان سب کے لئے مفید ہیں جو علماء اور اہل فضل و کمال کے حالات سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور تاریخ سے مناسبت رکھتے ہیں۔ نیز جن کو اولیاء اللہ سے عقیدت کا تعلق ہے۔ اپنی اس کتاب میں سیرت السادات (فارسی)، نزہۃ الخواطر (عربی)، اعلام الہدیٰ (فارسی) نیز دوسری در کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔ افسوس ہے کہ اس وقت تک میری اس کتاب کا پہلا جز جس میں بکثرت علماء کے حالات ہیں اور جو حضرت شاہ علم اللہ کے تین صاحبزادوں کے اخلاف کے تذکروں پر مشتمل ہے طبع نہیں ہو سکا۔ یہ دوسرا جز پہلے شائع ہو رہا ہے جو قاعدہ سے اصل کتاب کے ساتھ شائع ہونا چاہیے تھا مگر بعض وجوہ کی بنا پر

یہ پہلے شائع ہو رہا ہے۔ افادۂ عام کی خاطر شروع میں سادات قافلہ کے اسلاف (جو در حقیقت اس خاندان کے سارے سلسلوں کے اسلاف بھی تھے) کا تذکرہ بھی مجملاً آگیا ہے اور کتاب کے آخر میں شاہ علم اللہ کے چاروں صاحبزادوں کی اولاد نیز حضرت شاہ علم اللہ کے برادر اکبر اور عم مکرم کی اولاد کے نسب نامے (مرتبہ مولوی سالم صاحب مرحوم) بھی جمع کر دیئے گئے ہیں تاکہ ایک نظر میں سارے سلسلوں کے آپس کے تعلقات اور ان کی قرابت داری پر نظر پڑ جائے۔[1]

ریاست ٹونک راجستھان کی سابقہ ریاست تھی جو امیر خاں سنبھل کے ایک رئیس کو ملی تھی۔ وہ ایک خود دار اور بے باک سپاہی اور باوقار اور ذہین امیر و رئیس تھے، حضرت سید احمد شہید جہاد و ہجرت سے پہلے ان کے لشکر میں چند دن رہے تھے اور پھر واپس اپنے وطن رائے بریلی آ گئے تھے حضرت شہید کے بڑے بھائی سید ابراہیم آخر تک امیر خاں کے لشکر میں رہے اور اسی وقت سے خاندان شاہ علم اللہ کا تعلق ٹونک سے قائم ہوا، نواب امیر خاں کے بیٹے نواب وزیر الدولہ حضرت شہید کے مرید اور عقیدت مند تھے۔ حضرت شہید کی شہادت کے بعد نواب نے اپنے شیخ کے خاندان کو جو ہمراہ تھا اپنی ریاست میں بلوالیا۔ اور ان کو بہت اعزاز کے ساتھ رکھا چونکہ حضرت شہید کے ہمراہیوں کو قافلہ کہا جاتا تھا اس لئے ان کی قیام گاہ کو محلہ قافلہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ یہ کتاب اسی قافلہ کے علما اور ذی اثر لوگوں کے حالات پر مشتمل ہے۔

محمد ثانی حسنی

---

[1] افسوس ہے کہ یہ نسب نامے اس کتاب کا جز نہ بن سکے وہ الگ شائع ہو رہے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

سلسلۂ نسب حضرت شاہ علم اللہؒ

شاہ علم اللہ ابن سید محمد معظم[۱] بن سید احمد بن قاضی سید محمود ابن سید علاء الدین بن سید قطب الدین محمد ثانی بن سید زین الدین ابن سید احمد ابن سید علی بن سید قیام الدین بن سید صدر الدین ابن قاضی سید رکن الدین ابن امیر سید نظام الدین بن امیر کبیر سید قطب الدین محمد الحسنی الحسینی المدنی الکڑوی بن سید رشید الدین احمد المدنی بن سید یوسف ابن سید علی بن سید حسن بن سید ابی الحسن بن ابی جعفر بن قاسم بن ابی محمد عبداللہ الاشتر بن سید محمد صاحب النفس الزکیہ بن عبداللہ المحض بن حسن مثنیٰ بن حضرت حسن بن امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ

حضرت حسن مثنیٰ کی شادی اپنے عم نامدار شہید کربلا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی فاطمہ صغریٰؒ سے ہوئی تھی اس لئے اس خاندان حسنی حسینی کہا جاتا ہے

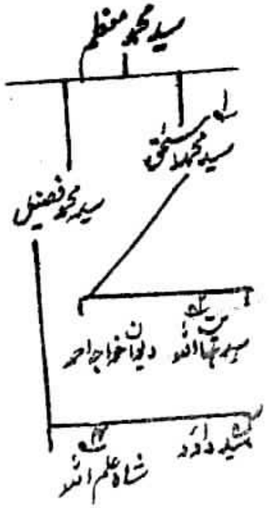

---

۱ مورث سادات نصیر آباد ضلع رائے بریلی۔

۲ سید امین اللہ و سید محمد تقی تکیہ کلاں رائے بریلی ۳ مورث خاندان سادات [illegible] رائے بریلی
۴ مورث سادات تکیہ کلاں رائے بریلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت شیخ الاسلام سید قطب الدین محمد المدنیؒ اور

ان کی اولاد

ہندوستان کے مشہور حسنی سادات کے پہلے بزرگ جو ہندوستان آئے وہ شیخ الاسلام سید قطب الدین محمد المدنی تھے جو ایک بڑے عالم، عارف اور عالی ہمت صاحب سیف و قلم بزرگ گزرے ہیں ۔۔۔ھ میں مدینہ منورہ میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضور کی طرف سے آپ کو جہاد کے لئے ہندوستان جانے کا حکم ہوا اور فتح کی بشارت ہوئی آپ اپنے اعزاء واقارب کو لے کر غزنی کے راستے سے غزنی کے سوار اور مجاہدین کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ دہلی تشریف لائے اور وہاں سے قنوج مانک پور ہوتے ہوئے کڑہ (الہ آباد) پہونچے اور اس کو فتح کر کے مستقل سکونت اختیار کرلی.

امیر سید قطب الدین مدت تک دہلی میں شیخ الاسلام کے منصب پر فائز رہے دہلی کے تمام مشائخ و علماء اور سلاطین اپنے اپنے وقت میں آپ کا ادب واحترام کرتے رہے مورخین اور تذکرہ نگاروں نے آپ کا نہایت بلند الفاظ میں

www.abulhasanalinadwi.org

تذکرہ کیا ہے۔ اور ان کے صحت نسب و علو خاندان کی شہادت تمام مورخین و معبرین نے دی ہے۔ ۳ر رمضان المبارک ۶۷۷ھ کو کڑہ میں انتقال فرمایا۔

سید قطب الدین کی اولاد کو اللہ تعالے نے بڑی دینی و دنیوی برکت عطا فرمائی سیادت و امارت اور دنیوی وجاہت کے ساتھ ساتھ علم و فضل، زہد و تقویٰ کی دولت سے مالامال رکھا۔ آپ کے ایک صاحب زادے سید تاج الدین مدت تک اودھ میر بدایوں کے عہدہ قضا پر فائز رہے [۱]

بڑے صاحب زادے سید نظام الدین بھی بڑے عالم و فاضل تھے ان کے صاحب زادے سید رکن الدین ہی کی اولاد میں سادات تکیہ (رائے بریلی) سادات، قافلہ (ٹونک) جس کے مورث اعلیٰ حضرت شاہ علم اللہ اور ممتاز رکن ہندوستان کے مشہور بزرگ اور مجاہد حضرت سید احمد شہید رح گزرے ہیں جن کی ہجرت و جہاد اور شہادت کے بعد حسنی خاندان کی ایک شاخ قافلہ ٹونک میں قیام پذیر ہوئی [۳]

حضرت قطب الدین المدنی کے انتقال کے تقریباً ایک صدی کے بعد قطبی خاندان کے ایک بزرگ سید قطب الدین محمد ثانی نے کڑا سے جائس (ضلع رائے بریلی)

---

[۱] شیخ الاسلام قطب الدین المدنی کی اولاد ہندوستان کے مختلف مقامات پر خاندان قطبیہ کے نام سے مقیم ہوئی ان کا مفصل تذکرہ تاریخ آئینہ اودھ میں دیکھیے۔

[۲] حضرت سید احمد شہید کے مفصل تذکرہ سید احمد شہید مولفہ غلام رسول مہر اور سیرت احمد شہید مولفہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی میں دیکھیے۔ [۳] کا حاشیہ صفحہ ۷ پر ملاحظہ فرمائیے۔

نقل سکونت کی کچھ مدت کے بعد ان کے صاحب زادے قاضی سید محمود جائس سے نصیر آباد منتقل ہوئے اور عہدہ قضا پر مامور ہوئے اس وقت سے اس خاندان نے نصیر آباد کو اپنا وطن بنا لیا۔

قاضی سید محمود کے صاحب زادے قاضی سید احمد مشہور بہ سید راجے اس بنا پر کہ دوران مقدمہ میں ایک فریق کی زبان سے یہ لفظ نکلے کہ "از جنیں حکم شرع بیزارم" ترک وطن کر کے رائے بریلی تشریف لے آئے ان کا خاندان اور اولاد نصیر آباد ہی میں مقیم رہی۔ آپ کے فرزند سید معظم نے دو نامور فرزند چھوڑے (۱) سید محمد اسحٰق اور (۲) سید محمد فضیل۔ سید محمد اسحٰق کے تین صاحب زادے تھے۔ (۱) دیوان خواجہ احمد (۲) مولانا سید ہدایت اللہ (۳) سید تاج الدین۔ دیوان خواجہ احمد اور مولانا ہدایت اللہ علم و فضل دیانت و تقویٰ اور کمالات ظاہری و باطنی [illegible] بلند پایہ تھے

سید محمد فضیل کے دو صاحب زادے تھے (۱) شاہ داؤد (۲) حضرت شاہ علم اللہ۔

(حاشیہ صفحہ ۶) حضرت سید احمد شہید کی شہادت ۱۲۴۶ھ کے بعد ریاست ٹونک کے نواب وزیر الدولہ نے جن کو حضرت سید صاحب سے گہرا تعلق اور عقیدت تھی، آپ کے اعزا اور اہل و عیال کو ٹونک میں قیام کی دعوت دی اور ان حضرات کے آنے پر بڑا استقبال کیا۔ جہاں ان حضرات کا قیام ہوا وہ جگہ محلہ قافلہ کے نام سے مشہور ہوئی پوری ایک صدی تک سادات قافلہ کے افراد نے بڑی دنیاوی وجاہت اور دینی سربراہی کے ساتھ زندگی گزاری (سوائے چھ سات سال کے جنمیں بعض وجوہ کی بنا پر یہ حضرات ریاست کے باہر رہے) تقسیم ملک کے بعد اکثر افراد پاکستان منتقل ہو گئے

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت شاہ علم اللہؒ

عہدِ عالمگیر کے مشہور عالم ربّانی اور صاحب سلسلہ حضرت شاہ علم اللہ دو شنبہ ۱۲ ربیع الاوّل سنہ ۱۰۳۳ء کو قصبہ نصیر آباد ضلع رائے بریلی میں پیدا ہوئے والد ماجد کا تقریباً ڈھائی مہینے پہلے اور والدہ ماجدہ کا دو تین سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ ماموں سید ابو محمد نے کہ امراء شاہجہانی میں سے تھے، پرورش کی تعلیم و تربیت کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کے مشہور خلیفہ حضرت شیخ آدم بنوری کی خدمت میں پہونچ کر اصلاح باطن کی اور بہت ہی قلیل مدّت میں تکمیل سلوک کرلی حضرت شاہ علم اللہ کمالات باطنی اور مراتب روحانی کے علاوہ اتباع سنت اور عمل بالشریعت میں یگانہ روزگار تھے. کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ خلاف شرع کام کبھی سرزد نہ ہوتا حد درجہ کے متواضع اور سادہ تھے مشیخت اور مخدومیت کی بو بھی نہ پائی جاتی تھی۔

حضرت شیخ آدم بنوری نے آپ کو بہت ہی کم عمری میں غالباً نیدرہ سال کی عمر میں خلافت و نیابت سے سرفراز فرمایا۔ اور اپنا عمامہ اور قوت مجدّد کی دستار مبارک عنایت فرمائی اور وطن کی طرف رخصت فرمایا حضرت شاہ علم اللہ

وطن نصیر آباد لوٹے اور اپنے اہل و عیال کو لے کر ہجرت کی نیت سے روانہ ہوگئے راستہ میں ایک مجذوب بزرگ حضرت شاہ عبد الشکور کی ایما پر لبِ دریائے سئی قیام کا ارادہ کرلیا۔ اور سنہ ۱۰۵۰ھ میں رائے بریلی شہر کے مغربی جانب دریائے سئی کے کنارے دائرہ شاہ علم اللہ بستی کی بنیاد رکھی سنہ ۱۰۷۵ھ میں آپ نے حج کیا۔ سنہ ۱۰۸۲ھ میں دوبارہ حج کو تشریف لے گئے واپسی میں کعبہ شریف کا نقشہ اور اس کی صحیح پیمائش ساتھ لائے اور سنہ ۱۰۸۳ھ میں اسی پیمانہ اور نقشہ کے مطابق بالکل لب دریا اپنی اولاد اور مریدین کے ساتھ ملکر مسجد تعمیر کی۔ سنہ ۱۰۹۶ھ میں عالمگیر کے عہد میں ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور مسجد کے مشرقی جنوبی گوشہ میں مدفون ہوئے۔ آپ نے علم عصر علماء اور مشائخ نے جن بلند الفاظ کے ساتھ آپ کو یاد کیا ہے وہ تاریخوں میں ثبت ہیں[1]۔

آپ نے اپنے پیچھے چار فرزندوں کو یادگار چھوڑا (۱) حضرت شاہ آیت اللہ (۲) حضرت شاہ محمد ہدیٰ (۳) حضرت سید ابو حنیفہ (۴) حضرت سید محمد یہ چاروں صاحب زادے آفتاب و ماہتاب تھے۔ اور ان چاروں کی اولاد میں اتنے جلیل القدر مشائخ اور اولیاء اللہ اسی تسلسل سے

---

[1] حضرت شاہ علم اللہ کے مفصل حالات و کمالات پر برادرم مولوی محمد الحسنی نے ایک کتاب تحریر کی ہے جس کے مطالعہ سے حضرت شاہ صاحب کی زندگی کے ہر ہر پہلو پر بخوبی روشنی پڑتی ہے۔ یہ کتاب ابھی غیر مطبوعہ ہے۔ ۱۲

www.abulhasanalinadwi.org

گزرے ہیں جن کی نظیر آسانی سے ملنا مشکل ہے۔

حضرت شاہ آیت اللہ کے صاحب زادوں میں سید محمد ضیا و سید محمد صابر، سید محمد ضیا کے صاحب زادے حضرت شاہ ابو سعید صاحب (خلیفہ حضرت شاہ ولی اللہ و جد مادری حضرت سید احمد شہید) ان کے صاحب زادے حضرت شاہ ابو اللیث اور ان کی اولاد میں سید عبد الجلیل، سید محمد صابر کے صاحب زادے مولانا محمد واضح پھر ان کے صاحب زادے مولانا سید قطب الہدیٰ اور مولانا سید قطب الہدیٰ کے برادر زادہ مولانا سید محمد ظاہر (خلیفہ حضرت سید احمد شہید) اور آخر میں آپ کے برادر زادہ سید شاہ ضیاء النبی اپنے اپنے وقت کے مرشد و ہادی تھے۔

سید محمد ہدیٰ کے صاحب زادے سید محمد ثنا اور ان کے صاحب زادے سید محمد ضیا علم و عمل اور زہد و تقویٰ میں یگانہ روزگار تھے۔ سید محمد ہدیٰ کے دوسرے صاحب زادے سید محمد نور اور ان کی اولاد کا مفصل ذکر اس کتاب میں آگے آرہا ہے۔ اس سلسلہ کے امتیاز اور عالی مرتبتی کے لیے اتنا کافی ہے کہ اس میں حضرت سید شہید جیسے مشہور بزرگ اور شیخ پیدا ہوئے۔

سید ابو حنیفہ اپنے والد حضرت شاہ علم اللہ کی زندگی میں ۱۰۸۸ھ میں وفات پا چکے تھے۔ ان کے صاحب زادے سید محمد باقی بڑے زاہد و قانع اور مرتاض بزرگ تھے۔

سید محمد جی کے صاحب زادے سید محمد حکم اور سید محمد عدل تھے۔ اول الذکر بزرگ بڑے عالم اور صاحب تصنیف تھے اور مؤخر الذکر بزرگ

ایک بڑے شیخ اور صاحب سلسلہ بزرگ[1] تھے

سید محمد ہدیٰ ابن حضرت شاہ علم اللہ

حضرت شاہ علم اللہ کے فرزند دوم اور حضرت سید احمد شہیدؒ کے پر دادا ہیں۔ سخاوت و ایثار کے باب میں صاحبِ حال تھے۔ سائل کے سوال پر نہیں کہنا نہیں جانتے تھے۔ عین فاقہ کی حالت میں اگر سائل نے سوال کر دیا تو کھانا اٹھا کر دے دیا اور بھوکے رہے۔ اگر نقد کچھ دینے کو نہ ہوتا تو گھر کا زیور فروخت کر کے اس کی ضرورت پوری کرتے۔ شاہی ملازمت میں تھے۔ مشاہرہ بھی ملتا تھا اور جاگیر کے گاؤں بھی تھے۔ جن میں سے دو گاؤں گھر کے لوگوں کے اخراجات کے لئے مخصوص کر دیئے تھے۔ اور دو تین گاؤں اہل محلہ اور برادری والوں کو دے رکھے تھے۔ باقی اپنے خرچ اور سخاوت اور اہل حاجت کی حاجت روائی کے لئے رکھ لئے تھے۔ ایک مرتبہ ایک جاگیر سے بارہ ہزار دینار (سکۂ عالمگیری) آئے۔ ایک مجلس میں تقسیم کر کے اُٹھے، اور رات فاقہ سے گزاری۔ ایک مرتبہ لشکر میں قحط پڑا۔ تین ہزار آدمیوں نے اپنے کو آپ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ قحط اٹھ جانے کے بعد آپ نے ان سب کو آزاد کر دیا۔ ایک مرتبہ لشکر میں متواتر تین فاقے ہوئے کہیں سے سو روپے آگئے اور سائل بھی سن کر آگئے سب اٹھا کر ان کو دے دیئے اور چوتھا فاقہ کیا۔

---

[1] ان سب کا تفصیلی تذکرہ میری زیر ترتیب کتاب خانوادہ شاہ علم اللہ پڑھا جا سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کام کو پورا فرمائے۔

www.abulhasanalinadwi.org

نصف شب میں اُٹھ جاتے، تہجد کی نماز ادا کرتے پھر قرآن کی تلاوت میں مشغول ہو جاتے، اکثر صبح تک ختم کر دیتے پھر مراقبہ میں مشغول ہو جاتے۔

دنیا کی زیب و زینت کی طرف مطلق التفات نہ تھا۔ حیثیت و استطاعت کے باوجود رہنے کے لئے پختہ مکان بھی نہ بنوایا۔ اگر کسی نے کبھی اس کی ترغیب دی تو فرمایا "زندگی کی چند سانسیں ہیں، چھپّر کے نیچے گزر گئیں یا پختہ حویلی میں۔ عمارت میں روپیہ لگانا ضائع کرنا ہے۔ آخرت کی پائیدار عمارت کی تعمیر کی فکر کرنا ہوشیاری کی بات ہے۔" کچا مکان بنایا اور جنگل کی لکڑی کے شہتیر رکھے۔ شاہ گردی کے زمانے میں گھر تھے۔ شاہ عالم بہادر شاہ کی سلطنت کا استقرار ہوا تو لشکر میں تشریف لے گئے۔ صاحبزادے سید محمد ثنا اور بھتیجے سید محمد باقی ہمراہ تھے۔ بادشاہ کا کوچ حیدرآباد کی طرف ہوا۔ آپ راستے میں برہان پور کے قریب بیمار ہوئے۔ احتضار شروع ہوا تو پالکی رکھ دی گئی۔ انتقال کے وقت صاحبزادے سید محمد ثناء اللہ کی تلقین کرنے لگے حضرت نے اپنا ہاتھ دل پر رکھا۔ اور سر اٹھا کر اشارہ کیا کہ مشغول ذکر ہوں اور کلمۂ طیبہ پڑھتے ہوئے ۱۹ ربیع الاول ۱۱۱۹ھ کو راہی ملکِ بقا ہوئے۔ برہان پور میں کچھ دنوں تک جسد مبارک زمین میں امانت رہا۔ پھر رائے بریلی لاکر شاہ علم اللہ کی مسجد کے شمالی جانب مسجد کے درمیانی دروازے کے بالکل سامنے سپرد خاک کئے گئے۔

سید محمد نور

حضرت سید محمد ہدیٰ کے فرزند اکبر اور سید احمد شہیدؒ کے حقیقی دادا تھے۔ اپنے اسلاف کے جانشین اور اسم با مسمّیٰ

اور سخاوت و ایثار میں والد نامدار کی یادگار تھے۔ ولادت سے ایک سال پہلے ولادت کی بشارت مل چکی تھی اور نام کا انتخاب بھی ہو چکا تھا۔ بچپن اپنے بزرگ دادا حضرت شاہ علم اللہ کے زیر سایہ گزارا۔ اور تعلیم و تربیت حاصل کی حضرت شاہ علم اللہ کی حیات میں جوان ہوئے۔

آپ اپنے دادا حضرت شاہ علم اللہ صاحبؒ کے خاص منظورِ نظر اور تربیت یافتہ تھے۔ شاہ صاحب نے اتباع شریعت اور ان کی اخلاقی و روحانی تربیت میں بہت کوشش فرمائی تھی۔ ان کے والد ماجد حضرت سید محمد ہدیٰ اکثر فرماتے تھے کہ اس بچہ کی تربیت کی وجہ سے امید ہے کہ اللہ میری مغفرت فرما دے گا۔

سید محمد نور رحمۃ اللہ علیہ بہت متقی اور محتاط بزرگ تھے۔ غیر دیندار اور غیر متشرع لوگوں سے کچھ قبول نہ کرتے، اپنے دادا حضرت سید علم اللہ کی طرح مشتبہ کھانے سے نہایت پرہیز کرتے اور اکل حلال کا بڑا اہتمام رکھتے۔ اوقات تلاوت قرآن، اوراد مسنونہ اور باطنی اشتغال کے ساتھ معمور رکھتے۔ لایعنی بات اور غیبت سے سخت نفرت تھی۔ غربا کی تجہیز و تکفین میں بڑی امداد کرتے۔ صلۂ رحمی اعزا اور ہمسایوں کے حقوق کا بڑا خیال رکھتے۔ سلام کرنے میں ہمیشہ سبقت کرتے، وفات کے وقت رقت قلب بہت بڑھ گئی تھی۔ اور نسبت حضور و یادداشت بڑی قوی اور قوت ساریہ تھی۔ اکثر فرماتے تھے کہ کوئی عمل اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونے کے قابل تو نہیں ہے لیکن بعض بشارتوں کی بنا پر اللہ کی رحمت کی ضرور امید ہوتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

۴ ربیع الاوّل ۱۲۱۳ھ چہارشنبہ کے دن انتقال کیا اور نصیرآباد میں اپنے نانا حضرت شاہ داؤد (برادر حقیقی حضرت شاہ علم اللہؒ) کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

سیّد محمّد عمران ابن سیّد محمّد نور

شرافت و نجابت میں ممتاز تھے۔ ددھیال اور ننہال دونوں جانب سے بزرگوں سے نسبت تھی والد سید محمد نورؒ دادا حضرت شاہ محمد ہدیٰ نانا حضرت سید ابو حنیفہ جو اپنے اپنے وقت کے بلند پایہ بزرگ تھے، آخر عمر میں اپنے آباء واجداد کے نقش قدم پر گامزن ہو گئے تھے اور بزرگی و علو مرتبت میں بڑا امتیاز حاصل کر لیا تھا۔

رائے بریلی میں ۴ شعبان ۱۱۸۵ھ کو انتقال کیا اور اپنے بزرگوں اور اجداد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

سیّد محمّد نعمان

آپ کے والد ماجد حضرت سید محمد نور عام طور پر نصیرآباد میں قیام فرماتے تھے۔ آپ کی پیدائش بھی نصیرآباد میں ہوئی۔ کچھ مدت تک وطن میں تحصیل علم کرنے کے بعد لکھنؤ جا کر مولانا عبد اللہ امیٹھوی سے کتابیں پڑھیں۔ پھر رائے بریلی واپس آکر سید محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ سے (جو حضرت سید شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے اور سب سے محبوب فرزند اور آپ کی نسبت خاصہ کے حامل تھے) بیعت کی اور ایک مدت تک ان کی صحبت میں رہ کر استفادہ کرتے رہے۔ حضرت سید محمد کی وفات (۱۱۵۶ھ) کے بعد ان کے صاحبزادے اور خلیفہ شیخ المشائخ حضرت سید محمد عدل عرف شاہ لعل صاحب (م ۱۱۹۲ھ) سے سلوک کی تکمیل کی اور ہندوستان کے مختلف شہروں اور دینی مرکزوں میں جا کر بڑے بڑے مشائخ اور علماء سے ملاقات و

استفادہ کیا۔ سید شاہ علم اللہ کے خلیفہ خاص شیخ محمود حسن تا بہ خروجی اور دوسرے حضرات کی خدمت میں حاضر ہو کر علمی و روحانی فیوض حاصل کئے۔

ذی قعدہ ۱۱۵۸ھ میں بڑھانہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور شاہ صاحب کی وفات (۲۹ محرم ۱۱۷۶ھ) تک حاضرباش رہ کر روزانہ ملاقات اور شاہ صاحب کی خصوصی توجہات اور شفقت و التفات سے محظوظ ہوتے رہے۔

تقریباً ۱۱۹۳ھ میں حرمین کا سفر کیا۔ حج و زیارت کے بعد بیت المقدس اور الخلیل کی زیارت کی اور ۱۱۹۴ھ ۵ جمادی الاخریٰ کو وہیں انتقال کیا اور حضرت موسیٰ کے حظیرہ میں مدفون ہوئے۔

تصنیفات میں ایک رسالہ طریقہ نقشبندیہ میں اور ایک رسالہ اپنے آبائے کرام (حضرت سید شاہ علم اللہ اور ان کی اولاد و احفاد کے تذکرہ میں) اعلام الہدیٰ آپ کی یادگار ہے۔

سیّد محمّد عثمان

سید محمد نور کے چوتھے صاحبزادے تھے۔ اپنے تینوں بھائیوں کی طرح آپ بھی بڑے صاحب وجاہت و عزت اور علم آشنا تھے۔ خاندانی اوصاف و کمالات سے متصف تھے۔ اپنے والد کے زیر تربیت رہے اس لئے خدا نے بزرگی اور دینی کمالات سے بھی نوازا تھا۔

مولوی عبد السبحان

سیّد محمد عثمان کے صاحبزادے تھے۔ لکھنؤ اور رائے بریلی رہ کر تحصیل علوم کیا۔ علم کے ساتھ ساتھ

www.abulhasanalinadwi.org

عبادت و تقویٰ اور زہد و ورع میں بھی ممتاز تھے۔ لکھنؤ میں شاہی لشکر میں مدتوں ملازم رہے۔ شوال سنہ ۱۲۲۱ھ کو بمکان مولوی عبد القادر خاں جائسی اسمعیل گنج میں ظہر کے وقت انتقال کیا اور تکیہ شاہ سید البنی میں مدفون ہوئے۔ مادہ تاریخ وفات یہ ہے ؎

ز رضواں چو جستیم تاریخ فوت
بگفتا کہ خوش آمدی مرحبا

مولوی عبد السبحان کی حضرت سید احمد شہید کی بڑی ہمشیرہ سے شادی ہوئی تھی ان سے چار یگانہ روزگار اور صاحب فضل و کمال صاحب زادے ہوئے مولوی محمد علی، مولوی احمد علی، مولوی عبد الرحمن، مولوی حمید الدین۔ ان چاروں کا تذکرہ آگے آرہا ہے۔

مولوی سیّد محمّد علی

مولوی سیّد محمد علی حضرت سید احمد شہیدؒ کے بڑے بھانجے اور مولوی عبد السبحان کے صاحب زادے تھے۔ مخزن احمدی جس میں سیّد صاحب کے حالات و واقعات درج ہیں لکھی تھی، عالم و شاعر اور فارسی کے اچھے منشی تھے۔ حضرت سید احمد شہیدؒ سے چار سال بڑے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۱۹۶ھ میں ہوئی حضرت احمد شہید نے لکھنؤ کا سب سے پہلا جو سفر کیا تھا اس میں آپ بھی شریک تھے اسی طرح حج میں بھی ساتھ تھے۔ سیّد صاحبؒ نے جب حج کا ارادہ کیا تو اپنے اہل و عیال کو ساتھ لے چلنا چاہا۔ اور فرمایا مرگ انبوہ جشنے دارد، مع ہذا حج و عمرہ کا ثواب ملے گا نیز شرف شہادت جس کا جویا ہر مسلمان ہے تو سید محمد علی ساتھ ہوئے حضرت سید صاحب آپ کو ملّا کہہ کر پکارتے تھے بے تکلف طبیعت پائی تھی۔ نواب وزیر الدولہ مرحوم کا سخت اصرار تھا کہ آپ کوئی عہدہ قبول فرمائیں۔ آپ نے باصرار پچاس روپیہ ماہوار قبول فرمائے۔ لکھنؤ اکثر آیا کرتے تھے۔ اس شہر میں آپ کے معتقدین کی تعداد بکثرت تھی۔ خصوصاً قندھاریوں کی چھاؤنی میں قیام فرماتے۔ ۲۴ ذی الحجہ سنہ ۱۲۶۶ھ کو ٹونک میں انتقال کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

بخشی سیّد نُورُالہدیٰ

مولوی سید محمد علی کے صاحب زادے تھے سنہ ۱۲۲۲ھ میں پیدا ہوئے صاحب علم و فضل تھے خصوصاً حساب میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ وزیر الدولہ والی ٹونک جو حضرت سید احمد شہید کے مرید و خلیفہ بھی تھے اور صاحب ریاست و امارت بھی ان کے دربار میں اچھے عہدہ پر فائز تھے۔ ملازمین کا رکھنا اور ان کا برخواست کرنا ان کے قلم سے ہوتا تھا۔ ایک سو پچاس روپے ماہانہ تنخواہ تھی آپ کا خطاب بدر الامراء بخشی الملک سید نور الہدیٰ خان بہادر ہیبت جنگ تھا۔ یہ بخشی الملک کا عہدہ نواب وزیر الدولہ کے بیٹے نواب محمد علی خاں کے عہد حکومت میں ملا تھا۔ ساری زندگی کمالِ اقبال اور عزت و جاہ کر گذاری۔ بڑے فیاض و کریم تھے ان کا مکان کیا تھا مہمانوں اور مسافروں کا مرکز تھا۔ ان کے پاس عرب و عجم کے علما و سادات آتے تھے اور قیام کرتے تھے۔ بڑے پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ قافلہ کی مسجد کی ترمیم کی اور حج بیت اللہ شریف سے مشرف ہوئے سنہ ۱۲۹۹ھ میں ۷۷ سال کی عمر پاکر ہیضہ کے مرض میں انتقال کیا۔ اور موتی باغ میں مدفون ہوئے

بخشی سیّد محمد عثمان

بخشی نور الہدیٰ کے بڑے صاحب زادے تھے حساب و کتاب اور دیگر امور ریاست میں بڑا تجربہ رکھتے تھے۔ والد کے بعد بخشی الملک کا عہدہ ملا۔ تنخواہ کا اکثر حصہ ورثہ کو دیدیتے اور ایک صد روپیہ اپنے لئے رکھتے۔ ارکان حکومت اور عمائد دربار میں بڑا رسوخ حاصل تھا اور حسب سابق محتاج دیہاتوں پر بے دریغ

خرچ کرتے پابند صوم و صلوٰۃ اور حافظ قرآن تھے۔ ریاست کی طرف سے بخشی الملک سید محمد عثمان خاں شہامت جنگ خطاب پایا تھا۔ ایک سو پچاس روپیہ مشاہرہ ملتا تھا۔ ٹونک میں ایک گاؤں اور ضلع فتحپور (یوپی) میں چند دیہات خریدے تھے۔ ان کے ایک صاحب زادے تھے جن کا نام سید احمد تھا۔ وہ حافظ قرآن، نیک اور پاک طینت شخصیت کے مالک تھے۔ ارکان حکومت میں بڑا رسوخ تھا۔ والد کے بعد بخشی الملک کا عہدہ پایا۔ سو روپیہ تنخواہ تھی زندگی اعزاز سے گزاری۔

بخشی سیّد محمد

سید نور الہدیٰ کے صاحب زادے تھے۔ بڑے سنجیدہ اور متین تھے۔ ریاست کے اہم ارکان میں شمار ہوتا تھا۔ ناظم پرگنہ سرونج رہے احکام شرعیہ کے بڑے پابند، باوضع اور با اصول شخصیت کے مالک تھے۔ بسنہ ۱۲۷۳ھ میں ولادت ہوئی، بڑے ہو کر حکومت کے بخشی الملک ہوئے، معتمد الملک، معتمد خاص سید محمد خاں بہادر ظفر جنگ کا خطاب پایا۔ دو سو روپیہ مشاہرہ تھا۔ اپنے والد اور بھائی کی طرح بڑے مہمان نواز مسافر پرور غریب نواز تھے۔ گھر کیا تھا ایک مہمان خانہ تھا اعزاء اور اقربا کے ساتھ بڑا حسن سلوک کرتے۔ بسنہ ۱۳۲۵ھ میں نمہرہ میں انتقال کیا اور وہیں مدفون ہوئے[1]۔

---

[1] آپ کے پانچ صاحب زادے ہوئے۔ (۱) سید محمد زبیر سابق سپرنٹنڈنٹ دفتر حضور بھوپال (۲) سید محمد عمر سابق انجینئر ریاست ٹونک (۳) مولانا محمد طلحہ ایم اے (۴) سید ابوبکر سابق اوورسیر ریاست ٹونک (۵) سید محمد علی سابق زمیندار

www.abulhasanalinadwi.org

مولانا سید طلحہ ایم اے

مولانا سید طلحہ صاحب ۱۳۰۸ھ میں پیدا ہوئے ۷ سال کی عمر میں ۱۳۱۵ھ کو لکھنؤ آکر مولانا فاروق صاحب چریاکوٹی اور دوسرے علماء سے ندوۃ العلماء میں عربی پڑھی پھر ٹونک واپس ہو کر مدرسہ ناصریہ میں مولانا حیدر حسن خاں صاحب محدث اور مولانا سیف الرحمٰن صاحب سے درسی کتابیں پڑھیں اس کے بعد لاہور جاکر انگریزی تعلیم حاصل کی۔ پھر دہلی آکر حکیم غلام رضا خاں صاحب سے طب پڑھی، فراغت کے بعد صرف چار ماہ میں قرآن شریف حفظ کرلیا۔ ۱۳۳۵ھ میں اورنٹیل کالج لاہور میں پروفیسر ہو گئے اور ۲۵ سال تک پورے انہماک سے پڑھایا۔ ۱۳۶۱ھ میں خود ہی کالج سے علیحدہ ہو گئے۔

مولانا مدظلہ کو اللہ تعالیٰ نے ہر علم وفن میں درک نصیب فرمایا ہے۔ قوت حافظہ عطا فرمائی۔ تاریخ، سوانح، علم نجوم، حدیث، ریاضیات و سنین کے علم میں ملکہ حاصل ہے۔ عربی، فارسی، اردو کے بے شمار اشعار نوکِ زباں ہیں۔ طبیعت ہر درجہ بے تکلف اور سادہ پائی ہے ہر طرح کے تکلف اور تصنع سے دور ہیں۔ ۱۳۶۷ھ میں پاکستان تشریف لے گئے ۱۳۷۷ھ میں مصر و شام اور قسطنطنیہ کا سفر کیا اور نادر سے نادر کتب خانوں کی سیر کی۔ اسوقت کراچی میں مقیم ہیں انکے ایک صاحبزادہ ہیں نام داؤد ہے۔

ستمبر ۱۹۷[illegible]ء میں کراچی میں انتقال ہوا

مولوی سید احمد علی

مولوی سید احمد علی، مولوی عبدالسبحان کے دوسرے صاحبزادے تھے ۱۱۹۸ھ میں پیدا ہوئے، بڑے نیک، ذی استعداد عالم اور صاحب عزت و وقار تھے، ابتدائے عمر میں لکھنؤ میں ملازم تھے۔ حضرت سید احمد شہید کے ساتھ مع اہل وعیال حج کیا۔ جب حضرت سید صاحب ہجرت کرنے لگے تو یہ بعض مشغولیتوں کی بنا پر ساتھ نہ ہوسکے بعد میں جاکر مل گئے اور جنگ امب میں سپہ سالار تھے۔ امب فتح کرنے کے بعد ہزارہ میں پیش قدمی کا فیصلہ ہوا تو انھوں نے امیر لشکر ہونے کی پیش کش کی اور لڑتے ہوئے پھولڑہ میں ۱۲۴۵ھ میں شہید ہو گئے۔ قاصد نے حضرت سید احمد شہید کو شہادت کی خبر سنائی، محبوب بھانجہ کی خبر سنکر آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ جو مراد لے کر آئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی مراد تک پہونچایا۔

سید زین العابدین عرف میاں عابد

مولوی احمد علی کے صاحبزادے تھے عابد و زاہد، نیک خو، راست باز اور کم سخن تھے اور نہایت ذاکر و شاغل اور خوش اوقات تھے خدمت خلق میں اپنا مثیل نہ رکھتے تھے۔ اتباع شریعت میں کمال پایا تھا۔ تہجد گزار شب بیدار تھے

www.abulhasanalinadwi.org

الفقیاء زمانہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ نواب وزیر الدولہ کی سرکار میں ملازم تھے سیّد حمید الدّین عم خود کے بعد میر منشی ہوئے ایک سو پچاس ماہانہ مشاہرہ تھا۔

اعزا اور اقارب کا بڑا خیال رکھتے اگر کوئی وطن والے بریلی سے آجاتا تو بغیر اس کے کہے اس کو برسرکار کرنے اور ملازمت دلانے میں لگ جاتے۔ زیب و زینت سے دور بھاگتے۔ دنیا سے بے رغبتی شفقت علی الناس میں سلف کا نمونہ اور شرافت کا مجسمہ تھے۔ بہت سادہ لباس زیب تن کرتے دوش پر ایک چادر رہتی۔ کشیدہ قامت، اوسط اندام، چہرے پر ہلکے ہلکے داغ گندمی رنگ پایا تھا۔ حضرت سید احمد شہید کے مرید تھے۔ ۲۳ رجب ۱۲۸۱ھ جمعہ کے دن بخار اور پہلو کے درد میں مبتلا ہو کر ۶۱ سال کی عمر میں انتقال کیا اور موتی باغ میں مدفون ہوئے۔

سیّد احمد علی عرف چھنو میاں

سید زین العابدین کے خلف الرشید اور سادگی میں اسلاف کا نمونہ تھے۔ حافظ قرآن اور عالم و فاضل شخص تھے خدمت خلق میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ کوئی جنازہ ایسا نہ ہوتا جس میں شرکت نہ کرتے ہوں۔ اس میں غریب و امیر کی خصوصیت نہ تھی۔ تکبر و غرور نام کو نہ تھا۔ چھوٹا بڑا کوئی راہ میں مل جاتا سلام میں پہل کرتے۔ ریاست ٹونک میں ملازم تھے اور وہیں انتقال کیا اور موتی باغ میں مدفون ہوئے۔

سید محمد علی عرف صاحب میاں

سید احمد علی عرف چھنو میاں کے بڑے صاحب زادے تھے۔ کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی اور طب کی کتابیں پڑھیں۔ صفات حمیدہ

کے مالک تھے، نیک، متین، سادہ مزاج اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے والے، طب میں بڑی مہارت تھی۔ ریاست ٹونک میں ملازم تھے اور وہیں انتقال ہوا۔[1]

سیّد محمّد موسیٰ

سیّد زین العابدین ابن مولوی سید احمد علی کے دوسرے صاحب زادے تھے بڑے فاضل اور عالم تھے مولانا عبد القیوم دہلوی کے شاگرد تھے۔ بڑے صاحب وقار اور ہوش مند تھے سرکار ریاست میں ملازم رہے۔ پچاس سال سے زیادہ عمر پائی۔

ایک صاحب زادے سید زین العابدین ہوئے جو لاولد ہو کر انتقال کر گئے۔

سیّد محمود عرف محمد مہدی

سیّد زین العابدین ابن مولوی سید احمد علی کے تیسرے صاحب زادے تھے لائق طبیب سنجیدہ اور متین حکیم علی حسن امروہوی کے شاگرد نواب محمد علیخاں کے عہد میں انتقال کیا۔

سید حسن مثنیٰ ابن سید احمد علی ابن مولوی عبد السبحان

مولوی سید احمد علی صاحب

---

[1] ایک صاحب زادے سید زین العابدین عرف میاں ہیں جو نہایت سادہ مزاج ملنسار اور نیک فطرت ہیں۔ مدتوں ریاست ٹونک میں ملازم رہے اب پنشن یافتہ ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

کے منجھلے صاحب زادے اور سید احمد شہید کو محبوب و عزیز تھے، بڑے نیک اور صالح تھے، جہاد کا شوق بہت تھا اور یہی شوق حضرت سید احمد شہید کی ہمرکابی میں سرحد لے گیا۔ ۱۲۴۵ھ میں سید احمد علی شہید ہو گئے۔ والد کی شہادت سے ان کے دل پر غم کا پہاڑ گر گیا، کبھی کبھی اپنے رفیقوں سے کہتے اب کسی لڑائی میں جانے کا اتفاق ہوا تو میں انشاء اللہ لڑ کر شہید ہو جاؤں گا۔ حضرت سید احمد شہیدؒ کو اپنے شہید بھانجے کے جگر بند کی یہ کیفیت معلوم تھی۔ جنگ مایار کے دن سید حسن مثنیٰ سواروں میں شامل تھے۔ حملہ کے شروع ہوتے ہی دشمنوں میں گھس گئے خوب جم کر لڑے اور بے طرح زخم کھائے مگر شوق شہادت خون کو گرم کرتا رہا۔ یہاں تک کہ زخموں سے دونوں ہاتھ بے کار ہو گئے کئی زخم سر پر آئے جب تک ہاتھ کام دیتے رہے لڑتے رہے اور جب ہاتھوں نے جواب دے دیا اور بے بس ہو گئے تو زخموں سے چور ہو کر گر گئے جنگ کے خاتمہ پر جب زخمیوں اور شہیدوں کی دیکھ بھال شروع ہوئی تو دور سے اللہ اللہ کی آواز آرہی تھی قریب جا کر دیکھا گیا تو سید حسن مثنیٰ تھے، سر کے زخموں سے اتنا خون بہا تھا کہ آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔ اس حالت میں سب سے پہلے یہ پوچھا کون ہو؟ فتح کس کی ہوئی۔ خادے خاں نے کہا فتح سید بادشاہ (حضرت سید احمد شہید) کی ہوئی۔ فرمایا۔ الحمد للہ، خادے خاں ان کو اٹھا کر لائے۔ حضرت سید احمد شہید ان کو دیکھنے آئے تو فرمایا، یہ فرزند توفیق الٰہی سے بڑا بہادر نکلا۔ مالک حقیقی کا خوب حق ادا کیا۔ پھر ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ بیٹا! لکھنؤ میں دیکھا تھا کہ لوگ شیطان کے اکسانے

سے فاحشہ عورتوں کے لئے کسی کے سامنے متکبرانہ کھانس کر لڑائی چھیڑ لیتے ہیں اور اس میں اپنے ہاتھ پیر کھو بیٹھتے ہیں۔ اس طرح ان کا ثمرہ دنیا میں حمیت، جاہلیت اور عقبیٰ میں عذاب الیم ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ تمہارے ہاتھ پاؤں راہ مولیٰ میں کام آئے۔ اس کے علاوہ تسکین و تشفی کے اور الفاظ زبان سے ادا فرمائے سید حسن مثنیٰ نے عرض کیا

میں ہزار زبان سے اللہ کی رضا پر راضی ہوں اور شاکر ہوں۔ الحمد للہ کہ میری ہستی نیک ترین عبادت میں صرف ہوئی خدا اس کو قبول فرمائے لیکن آپ سے ایک آرزو ہے، ہر روز خود تکلیف اٹھا کر اپنے جمال مبارک سے آنکھیں منور فرماتے رہئے، میں معذور ہو چکا ہوں، خود آپ کی مجلس میں حاضر نہیں ہو سکتا اس کے سوا مجھے نہ کوئی رنج ہے نہ حسرت۔

اس کے بعد علاج ہوتا رہا۔ مگر زخم نہ بھرے آخر کار ۱۲۴۶ھ میں کنگا میں وفات پائی اور وہیں سپرد خاک کر دیئے گئے۔

سید ابو القاسم ابن سید احمد علی

مولوی سید احمد علی صاحب کے سب سے چھوٹے صاحب زادے تھے یہ بہت عالم اور فارسی میں دستگاہ رکھتے تھے، فارسی اشعار کہنے میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ شہید تخلص کرتے تھے۔ شیریں گفتار، خوش طبع اور نہایت ہنس مکھ تھے۔ ایک مدت تک نواب سکندر جہاں بیگم والی بھوپال کے شوہر نواب جہانگیر محمد خاں کے ساتھ رہے اور عرصہ تک راجہ گوالیار کی معیت و رفاقت میں زندگی گزاری۔ اور آخر میں نواب وزیر الدولہ کے

www.abulhasanalinadwi.org

ملازم ہو گئے۔ اور سو روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر ہو گئی، شب و روز حدیث شریف کا مطالعہ کرتے، صوم و صلوٰۃ کے بڑے پابند تھے۔ ۱۰ محرم ۱۲۸۰ھ کو سارے اعزا کو جمع کیا اور قرآن کریم کی سورتیں پڑھتے رہے اور سنتے رہے اور بعد میں کہا۔ یہ ۱۰ محرم حضرت حسینؓ کی شہادت کا دن ہے پھر خدا کے ذکر میں مصروف ہو گئے اور ذکر کرتے کرتے اپنی جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔

سید حمید الدین ابن مولوی سید عبدالسبحان

حضرت سید احمد شہید کے تیسرے بھانجے تھے بڑے فاضل، علم دوست، اور شاعر تھے۔ حمید تخلص کرتے تھے۔ ابتدا ہی سے حضرت سید احمد شہیدؒ سے وابستہ ہو گئے تھے۔ سفر و حضر میں ساتھ رہتا حتیٰ کہ سفر حج اور سفر ہجرت میں بھی ہمرکاب رہے۔ حضرت شہید اپنے عزیزوں کو خطوط ان ہی سے لکھاتے تھے گویا حضرت شہید کے میر منشی تھے۔ حضرت شہید کی شہادت کے بعد قاضی نجم الدین علی خاں کاکوروی کے ساتھ کلکتہ گئے اور نوکر ہو گئے۔ آخر میں نواب وزیرالدولہ کے میر منشی ہوئے۔ نواب وزیرالدولہ ان کو بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے وہ اس درجہ معزز تھے کہ حکمران خاندان کے بعض افراد نے سرکشی کی اور بعد میں فرماں برداری اختیار کی تو سید حمید الدین ہی کی وساطت سے وہ دربار میں حاضر ہوئے۔ ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۲ھ ۱۱ اکتوبر ۱۸۶۵ء کو شام کے وقت ٹونک میں انتقال کیا۔

سید محمد سعید سید حمید الدین کے بڑے صاحب زادے تھے۔ بڑے خوش نویس، ذی علم، خوش سلیقہ، صالح اور پابند شریعت، پابند صوم و صلوٰۃ تھے اوراد و اذکار کا بڑا اہتمام کرتے تھے، دینی سیادت کے مقام کے ساتھ ساتھ دنیوی وجاہت اور عزت کا مقام بھی حاصل تھا

www.abulhasanalinadwi.org

نواب ٹونک کے دربار میں بڑا تقرب حاصل تھا۔ مدتوں سرونج کے ناظم رہے اور ایک مدت تک اہلکار اعلیٰ کے منصب پر فائز رہے ایک سو پچاس روپیہ ماہانہ مشاہرہ مقرر تھا۔ ساری عمر اس عزت و ناموری کے ساتھ گزاری آخر کار ستر سال کی عمر میں وفات پائی آپ کا [illegible] ٹونک میں انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے، تین لائق اور ذی علم فرزند تھے۔

(۱) سید احمد سعید بڑے خوش گو اور ذہین تھے، تاریخ دانی میں ماہر تھے اپنے والد کے حیات میں ہی عین نوجوانی میں انتقال کیا۔

(۲) سید ابوالسعید، نیک اور صالح اور اپنے اسلاف کے قدم بقدم تھے۔

(۳) سید حمید الدین جو شاعر و مورخ ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے صالح اور نیک تھے۔ رعنا تخلص کرتے تھے۔ ریاست ٹونک میں سررشتہ دار رہے[1]۔

سید عبدالرزاق ابن سید حمید الدین

بڑے شیوہ زبان فصیح بیان تھے بر بزم کے مجلس آرا اور بڑے پرگو شاعر تھے۔ نظم میں بے مثل تھے۔ بڑے پابند صوم و صلوٰۃ، قرآن کریم کے حافظ تھے۔

---

[1] پہلی بیوی سے سعید الدین، خلیل الرحمٰن اور عبدالرحمٰن اور سید عبدالرحمٰن کے دو صاحبزادے سید محمد سعید، سید احمد سعید، دوسری بیوی سے مولوی[2] سید ابراہیم ندوی جو عمر بھر حیدرآباد میں رہے۔ ندوۃ العلماء کے فارغ التحصیل تھے اور دارالترجمہ حیدرآباد دکن کے رکن تھے اور وہیں انتقال ہوا۔ سید[3] محمد اسمٰعیل بی اے وکیل جو زیادہ تر رائے بریلی میں وکالت کرتے رہے اور بعد میں ناظم سائرات ریاست ٹونک ہو گئے۔ سید[4] محمد اسحٰق جو ایم ایس سی، آئی سی ایس ہیں اس وقت پاکستان میں ہیں۔

اور بڑی خوش الحانی سے پڑھتے تھے، کلامی تخلص کرتے تھے۔ فتوح الشام کا اردو میں نہایت سلیس و شگفتہ کلام کیا تھا جو خاندان میں بہت پڑھا جاتا تھا۔ اکثر عورتیں بچوں کو لیکر بیٹھ جاتیں اور ایک آواز ہو کر پڑھتیں، ایک سماں بندھ جاتا۔ اور حاضرین میں ہر ایک جہاد کے جذبہ میں ڈوب جاتا۔ چھوٹے چھوٹے بند بڑے مؤثر پیرایہ میں کہتے تھے اس کے علاوہ حسام الاسلام اور گوہر [illegible] کے بھی مصنف تھے۔ اس کے علاوہ بادۂ عرفان سے سرشار تھے۔ حضرت مولانا خواجہ احمد نصیر آبادی اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے مرید تھے۔ اور شاعری میں مولانا نازش خیرآبادی کے شاگرد تھے۔ ایک صاحبزادے سید عبدالقادر تھے جو نیک، سعید، متین اور متبع شریعت پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ ٹونک میں ملازم رہے اور وہیں انتقال ہوا۔

www.abulhasanalinadwi.org

سیّد عبدالرحمٰن ابن مولوی سید عبدالسبحان

مولوی سید عبدالسبحان کے سب سے چھوٹے صاحب زادے تھے۔ خاندان کے لوگ ان کو چھوٹے میاں کہکر پکارتے تھے۔ بڑے جد کا اسم صاحب اقبال تھے۔ قرآن شریف حفظ کر لیا تھا۔ شروع میں لکھنؤ میں لشکر میں ملازم رہے۔ ہجرت کے وقت حضرت سید احمد شہید کے اہل وعیال کو لے کر تکیہ رائے بریلی سے ٹونک گئے اور پھر سندھ گئے اور سید صاحب کے انتظام کے مطابق پیر کوٹ میں سید صبغۃ اللہ شاہ کے پاس ٹھہرے جن کے خاندان نے بعد میں پیر پگاڑو کے نام سے بہت شہرت حاصل کی، آپ قرآن شریف خوب پڑھتے تھے، ایک بار تہجد میں سورہ روم کا ایک رکوع حفظ کر رہے تھے حضرت سید صاحب نے رکوع سن لیا اور صبح کی نماز کے بعد بلایا اور فرمایا مراقبہ بوجہ اللہ کا مضمون یہی ہے۔

سیّد عبدالرحمٰن صاحب حضرت سید احمد شہید کی شہادت کے بعد دس سال تک سندھ میں رہے پھر علی مراد خاں والی خیرپور نے ان کو اپنا مصاحب بنالیا ۱۲۵۶ھ / ۱۸۴۰ء میں نواب وزیر الدولہ نے ان کو دعوت دیکر اپنے پاس بلالیا — وہ حضرت سیّد صاحب کے اہل وعیال اور دوسرے متعلقین کے ساتھ ٹونک آگئے نواب ٹونک نے ان کو کپتان مقرر کر دیا اور وہ ریاست کے جملہ امور کے ذمہ دار ٹھہرے اور انھیں کے حکم پر مسجد قافلہ کا انتظام ہوا۔ اور جمعہ و جماعت قائم ہوئی

قافلہ کے سارے مقدمات انھیں کے سامنے پیش ہوتے۔

ایک عرصہ تک سرونج کے ناظم رہے، موضع ڈاڈرہ جمعی آٹھ ہزار جاگیر میں تھا۔ آپ کا خطاب قطب الامرا بدر الملک سیّد عبدالرحمٰن خاں بہادر فیروز جنگ تھا۔ آخر میں تین سو روپیہ تنخواہ ہو گئی اور آپ خانہ نشین ہوگئے آخر کار فالج کا حملہ ہوا اور بروز جمعہ ماہ رجب ۱۲۸۷ھ کو اسّی سال کی عمر میں انتقال ہوگیا — ایک صاحب زادہ سیّد عبدالرزاق تھے جو مادر زاد ولی تھے، نہایت متقی، متورع جوان صالح والد کی زندگی میں ہی انتقال ہوگیا۔ ان کے علاوہ اور کوئی اولاد نہیں ہوئی اور یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔

---

www.abulhasanalinadwi.org

سید محمد عرفان ابن سید محمد نور ابن حضرت محمد ہدیٰ ابن حضرت شاہ علم اللہ رح

حضرت سید محمد نور کے صاحب زادہ اور حضرت سید احمد شہید کے والد ماجد تھے ساری زندگی توکل و فقر و غنا اور پرہیزگاری میں گزاری حضرت شاہ ابو سعید کے داماد تھے۔

لکھنؤ اکثر آنا جانا ہوتا تھا۔ اوراد و اذکار اور عبادت و ریاضت کے بڑے پابند تھے اللہ تعالیٰ نے وہ ساری خوبیاں جو اُن کے اسلاف میں تھیں ان میں جمع کر دی تھیں۔ سنہ ۱۲۱۴ھ میں جب سید صاحب کی عمر [illegible] دو سال تھی لکھنؤ سے رائے بریلی واپس آرہے تھے۔ جب وطن کے قریب پہنچے تو انتقال فرمایا۔ تکیہ شاہ علم اللہ کی مسجد کے شمال مشرقی گوشہ میں جہاں حضرت شاہ علم اللہ کے فرزند رشید سید ابو حنیفہ مدفون ہیں ــــ اسی چبوترے پر آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

تین فرزند سید محمد ابراہیم، مولانا سید محمد اسحٰق، حضرت سید احمد شہید یادگار چھوڑے

سید محمد ابراہیم

حضرت سید محمد عرفان ابن سید محمد نور کے صاحب زادے اور حضرت سید احمد شہید کے بڑے بھائی تھے، ظاہری علم کی طرف توجہ نہیں کی لیکن اوامر شریعت کے بڑے پابند اور فرائض و نوافل، تسبیحات و اذکار کا بڑا اہتمام فرماتے، خدا نے ہمت و عزم، قوت و طاقت عطا فرمائی تھی۔ نواب وزیر الدولہ کے والد نواب امیر خاں والی ٹونک کے لشکر میں ملازم تھے۔ غالباً انھیں سے خاندان علمی کا تعلق ٹونک کی ریاست سے شروع ہوا۔

شاہ ابو اللیث ابن حضرت شاہ ابو سعید صاحب کے داماد تھے، بروز دوشنبہ ۱۴ شوال سنہ ۱۲۲۴ھ میں انتقال کیا، ایک صاحب زادہ سید محمد یعقوب یادگار چھوڑا۔

سید محمد یعقوب

سید محمد ابراہیم خلف الرشید حضرت سید محمد عرفان کے صاحب زادے اور حضرت سید احمد شہید کے محبوب بھتیجے تھے، قرآن شریف کو حفظ کیا اور خوف و خشیت للٰہیت، تقویٰ و طہارت کو اپنا شیوہ بنایا۔ احکام شرعیہ کا حد سے بڑھ کر لحاظ رکھتے۔ کوئی عمل ایسا نہ کرتے جو جادۂ شریعت سے ذرا بھی ہٹا ہوتا۔ حضرت سید احمد شہید اپنے ان بھتیجے کا حد سے بڑھ کر خیال کرتے اور بے حد محبت کرتے، ایکبار فرمایا "میں خدا اور اس کے رسول برحق کی اطاعت میں عزیزوں اور رشتہ داروں میں کسی کی خوشی یا ناخوشی کو خاطر میں نہ لاؤں گا اس وقت مجھے سب سے زیادہ محمد یعقوب عزیز ہے دُنیا کی چیزوں میں سے وہ جو چاہے لے لے لیکن اللہ و رسول کے احکامات بجا لانے میں اس کی بھی رعایت نہ کرونگا"

حضرت سید احمد شہید کی معیت و رفاقت میں حج بھی کیا اور ہجرت بھی کی

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت سید احمد شہید کے مرید تھے۔ اور تقویٰ اور طہارت اور کمال احتیاط میں حضرت شہید کے پیرو، بالاکوٹ کے حادثۂ شہادت کے بعد جب خاندان ٹونک منتقل ہوا اور محلہ قافلہ میں قیام کیا تو نواب وزیر الدولہ نے سید محمد یعقوب کو عدالت کا محکمہ دینا چاہا۔ آپ نے انکار کر دیا۔ اور فرمایا "من بہ زر دگمری سود نخواہم کرد" انکار پر نواب نے پچاس روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر کر دیا۔

اپنے والد ماجد کی طرح کتابی علم سے ناآشنا تھے مگر ان کی زندگی بڑے بڑے علما کے لئے قابل تقلید تھی۔ اسّی سال کی عمر پائی ۲۱ شوال ۱۲۸۷ھ کو ٹونک میں انتقال کیا۔

سید محمد یوسف سید محمد یعقوب ابن سید محمد ابراہیم ابن سید محمد علم کے صاحبزادے اور سید محمد عرفان کے حقیقی چچازاد تھے، حضرت سید احمد شہید کی دامادی کا فخر حاصل تھا۔

اپنے والد اور دادا کی طرح کتابی علم سے ناآشنا تھے لیکن تقویٰ و طہارت، زہد و ورع میں اپنے اسلاف کے سچے پیرو تھے۔ بڑے سنجیدہ، متین، صاحب وقار، سخی و فیاض تھے۔ حضرت سید احمد شہید کی ولایتی بیوی کے داماد تھے نواب وزیر الدولہ کی سرکار میں ملازم تھے۔ ۲۶ صفر بروز پنجشنبہ ۱۲۸۶ھ اپنے والد ماجد کی حیات ہی میں تکیہ شاہ علم اللہ رائے بریلی میں فالج کے شکار ہو کر انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے تین بڑے باکمال صاحبزادے اپنی یادگار میں چھوڑے۔ مولانا سید محمد عرفان، سید محمد مصطفےٰ، سید محمد یونس۔

مولانا سید محمد عرفان آپ ٹونک میں پیدا ہوئے ابتدائی کتب مولوی عبدالغفور اور شیخ عبدالمالک اور قاضی امام الدین سے پڑھیں

اس کے بعد دیوبند تشریف لے گئے اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب اور مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی سے علم حاصل کیا اس کے بعد بھوپال تشریف لے گئے اور شیخ عبدالحق کابلی سے کسب علوم کیا۔ صحاح ستہ مولانا عبدالقیوم بن مولانا عبدالحی رح بڑھانوی سے پڑھیں مولانا نذیر حسین صاحب محدث دہلوی سے کتب حدیث پڑھی۔ قاضی حسین بن محسن الیمانی سے اجازت حدیث حاصل کی۔ پھر سہارنپور جاکر مولانا فیض الحسن صاحب سے ادب کی تعلیم حاصل کی۔ خاندان کے ایک مشہور بزرگ اور شیخ طریقت حضرت مولانا خواجہ احمد صاحب نصیرآبادی سے بیعت ہوئے۔

مولانا سید عرفان صاحب کے زہد و ورع، اتباع سنت، علم و عمل، ادب اور فصاحت و بلاغت پر اس زمانہ کے سارے علما متفق تھے ان کی صحبت اتنی موثر اتنی جاذب و روح پرور اور یقین افروز ہوتی تھی کہ ذرا دیر کے لئے کوئی بھی بیٹھ جاتا تو اٹھتے وقت اپنے اندر خوف خدا کی کیفیت بدرجہ اتم پاتا۔ مولانا کی احتیاط، قناعت اور خوش خلقی سے ہر ایک متاثر تھا۔ قرآن شریف نہایت خوش الحانی سے پڑھتے اور خوف خدا سے یادیدہ گریاں رہتے۔ حضرت سید احمد شہید کے نواسے تھے اور آپ ہی کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ مسلکاً عامل بالحدیث تھے عربی میں بڑے بلیغ اشعار کہے ہیں۔ نمونتاً ایک مناجات کے چند اشعار ملاحظہ کیجئے ؎

یا سیدی یا مسندی — ارحم وخذ کم بیدی
انت الکریم المرتجی — ذو رحمۃ باالاعبد
وفق لما ترضی لنا — یا ربنا و تجد

www.abulhasanalinadwi.org

واغفر لعبدک ما جنی بخطائہٖ و تعمد

بروز جمعہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ کو ٹونک میں انتقال کیا۔

مولانا سید محمد مصطفیٰ[۱] مولانا سید عرفان کے بھائی تھے بڑے ذی استعداد عالم اور اپنے زمانہ کے بہت بڑے زاہد و مرتاض بزرگ، ٹونک میں پیدا ہوئے، قرآن شریف حفظ کیا مولوی عبدالغفور ٹونکی سے عربی پڑھی۔ پھر سفر کر کے مولانا امیر احمد ابن امیر حسن سہسوانی سے علم حاصل کیا۔ پھر علامہ عبدالحی ابن عبدالحلیم فرنگی محلی (لکھنؤ) سے علم حاصل کیا حدیث کا درس مولانا نذیر حسین دہلوی سے لیا۔ اس کے بعد حجاز تشریف لے گئے اور ایک سال قیام کیا۔ مولانا مصطفیٰ کا زہد، سادگی، عبادت، شب بیداری، اور معرفت خدا، احتیاط اور اتباع سنت کا چرچا آج بھی بچے بچے کی زبان پر ہے اور خاندان کے سارے اکابر آپ کی بزرگی کے قائل اور معترف ہیں اپنے اسلاف کے سچے نمونہ اور یادگار تھے۔ باوجود علم و فضل کے اور زمرہ علماء میں ہونے کے علماء کا مروج لباس نہیں پہنا کہ دیکھنے میں شیخیت بھی نہ معلوم ہو اس طرح رہتے کہ انجان آدمی پتہ تک نہ لگا سکتا کہ یہ صاحب علم ہیں۔ اور شیخ ہیں نہایت سادہ اور معمولی لباس، بے تکلف معاشرت اور رہن سہن، غریبوں میں اٹھنے بیٹھنے والے ۲۵ شعبان ۱۳۲۰ھ کو انتقال کیا۔[۱]

---

[۱] مولانا سید ابوالحسن علی ندوی سیرت سید احمد شہید میں ان دونوں بھائیوں کا ذکر اس طرح کرتے ہیں: "مولانا سید عرفان اور مولانا سید مصطفیٰ (بقیہ صفحہ ۳۷ پر)

سید محمد یونس سید محمد یوسف کے تیسرے صاحب زادے تھے صاحب علم و تقوی تھے خصوصاً حساب میں مہارت تھی۔ قرآن شریف بہت اچھا یاد تھا۔ اکثر روزانہ ایک ختم کر لیا کرتے تھے۔ چلتے پھرتے بولتے چالتے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ اگر کسی سے بات کرتے وقت ذرا دیر کو رک جاتے تو دوبارہ شروع کرتے وقت بھولتے نہ تھے۔ جس آیت پر رکتے اسی آیت سے آگے شروع کر دیتے اور ذرا بھی تکلف نہ ہوتا۔ قرآن مجید دیکھنے کی بالکل ضرورت نہ پڑتی۔

۵ ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ کو جمعہ کے دن انتقال کیا۔ اپنے پیچھے دو صاحبزادے جو مختلف البطن تھے یادگار چھوڑے۔ سید محمد یعقوب۔ سید محمد یوسف مولوی سید محمد یوسف عالم تھے انھوں نے بعض علمی کتابوں کو شائع بھی کیا۔ مسلکاً عامل بالحدیث تھے اور وہ اس معاملہ میں بڑے انتہا پسند واقع ہوئے تھے

(بقیہ صفحہ ۳۶ حاشیہ) صلاح و تقویٰ زہد و ورع اتباع سنت و تشرع اور استقامت میں اپنے نانا (حضرت سید احمد صاحب) کی یادگار اور امام احمد بن حنبل عبداللہ بن مبارک۔ فضیل بن عیاض اور بشر حافی اور دوسرے ائمہ سلف کا نمونہ تھے۔ آپ دونوں کی سیرت و اخلاق کے لئے مستقل کتاب چاہیئے"

(سیرت سید احمد شہید پہلا ایڈیشن صفحہ ۶۶۰)

www.abulhasanalinadwi.org

مولانا سیّد محمد اسحٰق

سید محمد عرفان صاحب کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ ابتدائی کتب اپنے وطن میں پڑھیں پھر لکھنؤ اور اس کے بعد دہلی کا سفر کیا اور شاہ عبدالعزیز صاحب کے چھوٹے بھائی مولانا شاہ عبدالقادر صاحب سے درسی کتابیں پڑھیں اور فقہ و حدیث کی تحصیل کی شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کی سند لی، اس کے بعد آپ ہی سے بیعت ہو کر طریقت کی تعلیم حاصل کی پھر وطن واپس آکر درس و تدریس اور اصلاح و ارشاد میں مشغول ہو گئے، زہد و تقویٰ اور علم و عمل میں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر تھے مزاج میں ایثار و قناعت اور زہد تھا وعظ موثر اور دل پذیر ہوتا تھا تصنیف کا اچھا ذوق اور دلچسپی تھی، عربی و فارسی میں قادر الکلام تھے فنون و مسائل علمیہ پر اچھی دسترس اور استحضار تھا، علمی مضامین اور فنی مسائل کو نظم کرنے کا خاص ملکہ تھا۔

میراث و حساب میں الماتین کے نام سے دو سو اشعار کا قصیدہ اور اس کی مبسوط شرح اور مسائل نحویہ کے بعض منظومات آپ کی فضیلت علمی کے گواہ ہیں، ایک فارسی نظم بھی یادگار ہے جس میں اہل بدر علیہم الرضوان کے اسمائے گرامی جمع کئے ہیں۔

۷ر جمادی الاخریٰ ۱۲۴۳ھ کو انتقال کیا اور اپنے نانا شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ میں (جو تکیہ شاہ علم اللہ رائے بریلی سے متصل پورہ محمد میاں میں واقع ہے) مدفون ہوئے اپنی یادگار میں ایک فرزند سید محمد اسمٰعیل نامی چھوڑا۔

سید محمد اسمٰعیل

مولانا سید محمد اسحٰق کے فرزند تھے اگرچہ کتابی علم حاصل نہ کر سکے مگر بڑے ذہین اور سمجھدار آدمی تھے نواب ٹونک نے ۱۲ ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر عطا کی تھی۔ اس کے انتظام و انصرام میں بڑے ہوش و گوش سے کام لیتے۔ حضرت سید احمد شہید کی دامادی کا شرف حاصل تھا حضرت سید صاحب کی صاحبزادی سے ایک صاحبزادے ہوئے جن کا نام سید محمد اسحٰق رکھا۔ آخر عمر

میں بعض وجوہ کی بناء پر قناعت اور زہد کی زندگی گذاری اور جمادی الاولیٰ ۱۲۸۵ھ میں انتقال کیا۔

سیّد محمد اسحٰق عرف کلو میاں

حضرت سید احمد شہید کے نواسے اور مولانا سید محمد اسحٰق صاحب کے پوتے تھے اپنے والد کی طرح کتابی علم کی طرف توجہ نہ کر سکے مگر نماز باجماعت کے ازحد پابند تھے۔ قرآن مجید کی روزانہ بلاناغہ تلاوت کیا کرتے تھے۔ ریاست کی طرف سے اچھی خاصی جائداد ملی ہوئی تھی۔ اس کا انتظام بڑی خوش اسلوبی سے کرتے اور اعزہ و اقارب غرباء اور عام لوگوں کے ساتھ احسان و سلوک کرتے اور امراء کی مجلسوں میں شریک ہوتے مگر کبھی بھی لہو و لعب اور غلط کاموں میں شریک نہیں ہوئے اور اپنے دامن کو ہمیشہ غلط کاموں سے بچایا۔ مولانا عبدالقیوم دہلوی کے مرید تھے۔ ۱۴ر ربیع الاول بروز یکشنبہ ۱۳۰۹ھ کو انتقال کیا صرف ۴۴ سال[1] کی عمر پائی۔

---

[1] سید اسحٰق صاحب کلو میاں نے کئی شادیاں کیں ایک شادی نصیر آباد میں کی جن سے سید اسمٰعیل صاحب پیدا ہوئے جو نہایت صالح اور نیک طینت اور باوضع بزرگ تھے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر زندگی گزاری ابھی چند سال پہلے ان کا انتقال ہوا ان کے تین فرزند ہیں سب سے بڑے مولوی سید احمد الحسنی جنہوں نے ندوۃ میں مشہور اساتذہ سے تعلیم حاصل کی اور عربی ادب میں ملکہ حاصل کیا۔ اس وقت پاکستان میں ہیں، مختلف ممالک میں رہ کر مفید کام انجام دیتے رہے ہیں دوسرے مولوی سید ابراہیم اور تیسرے سید محمد اسحٰق ہیں۔ اور یہ تینوں بھائی بحمداللہ صاحب اولاد ہیں اور برسر روزگار

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت سیّد احمد شہیدؒ

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا!
کہ نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

حضرت سید احمد شہیدؒ جیسی عظیم ذات اور دل آویز شخصیت سے کون ایسا ہے جو ناواقف ہوگا یہ ذات تو ایسی تھی جس کا مبارک تذکرہ شروع میں کیا جاتا۔ کہ اسی مبارک شخصیت کی وجہ سے سادات حسنی کے اس پورے خاندان کی عظمت لوگوں کے دلوں میں ہے لیکن چونکہ ترتیب کے ساتھ ذکر ہوتا آیا ہے اس لئے حضرت ممدوح کا ذکر آخر میں آرہا ہے۔ حضرت شہید کے حالات و کمالات، مجاہدات، تبلیغ و جہاد پر ضخیم کتابیں لکھی جاچکی ہیں[1] ایک دو صفحات میں ذکر لانا ناممکن ہے مختصراً عرض ہے کہ سیّد صاحب ۱۲۰۱ھ میں تکیہ شاہ علم اللہ میں پیدا ہوئے۔ کتابی علم نہ حاصل کرسکے۔ دہلی جاکر حضرت شاہ عبدالعزیز سے بیعت ہوئے اور خلافت حاصل کرکے ہجرت و جہاد کی تحریک چلائی۔ خود مولانا اسمٰعیل اور مولانا عبدالحی جو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی

---

[1] تفصیل سے حالات سید احمد شہید مولفہ مولانا غلام رسول مہر و سیرت سید احمد شہید مولفہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی میں ملاحظہ کیجئے۔

کے خاندان کے چشم و چراغ تھے باوجود اپنے علم و فضل کے حضرت شہید کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر جہاد کرتے کرتے اپنی جانیں فدا کردیں۔ ۱۲۴۶ھ میں معرکۂ بالاکوٹ میں حضرت سید احمد اور مولانا اسمٰعیل شہید اپنے بہت سے ساتھیوں کے ساتھ شہید ہوگئے۔

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو ہم وفا کرچلے

اپنے پیچھے بے شمار علماء، مبلغین اور مجاہدین چھوڑ گئے جنھوں نے سارے ہندوستان میں ایمان و یقین کی فضا پیدا کردی۔ خود حضرت سید صاحب کی صحبت میں اتنی تاثیر تھی کہ جس پر نظر پڑجاتی وہ کیمیا بن جاتا۔ اور دیکھتے دیکھتے اس کی زندگی میں انقلاب آجاتا۔ ہندوستان نے ایسی موثر تحریک ایسی زندہ شخصیت، اور دلوں کو مسخر کرنے والی ذات شاید ہی دیکھی ہو۔ مولانا سید سلیمان ندوی نے حضرت شہید کے متعلق لکھا ہے۔

"تیرھویں صدی کا آغاز تھا کہ اس خاندان میں چودھویں کا چاند طلوع ہوا یعنی ۱۲۰۱ھ میں مجاہد کبیر حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہوئی چند سال کے بعد یہ چاند مجاہدہ و عرفان کا آفتاب بن گیا۔"

ہم حضرت سید احمد شہید کے حالات و کمالات پر کچھ لکھنے کے بجائے کہ یہ مختصر سی کتاب اس کا تحمل نہیں کرسکتی، مومن خاں مومنؔ دجو خود حضرت شہید کے دامن سے وابستہ تھے اور ان کو اس وابستگی پر ناز تھا) کے

www.abulhasanalinadwi.org

چند اشعار جو انھوں نے کہے تھے تحریر کر کے ختم بالخیر کرتے ہیں۔

گلاب ناب سے دھوتا ہوں مغز اندیشہ
کہ فکر مدحت سبط قسیم کوثر ہے

وہ کون امام جہان و جہانیاں احمد
کہ محض مقتدی سنت پیمبر ہے

زمیں کو ہر فلک سے نہ کیوں ہو دعوئ نور
کہ اس کا رایت اقبال سایہ گستر ہے

زبسکہ کام نہیں ہے اسے سوائے جہاد
جو کوئی اس سے مقابل ہو سو وہ کافر ہے

وہ بادشاہ ملائک سپاہ کوکب دیں
کہ نور شمس و قمر جس کے گرد لشکر ہے

وہ برق خرمن ارباب شرک و اہل ضلال
کہ شعلۂ نوشۂ حاصل تو واژ اخگر ہے

وہ شاہ مملکت ایماں کہ جس کا سال خروج
امام برحق مہدی نشاں ظفر ہے

۴۲ ھ ۱۲

خاندانِ علمی کی چند اور شخصیتیں جنھوں نے ٹونک میں قیام کیا

سید محی الدین احمد علم ظاہری سے زیادہ آشنا نہ تھے مگر زہد و قناعت میں ممتاز اور نیک خصلت تھے۔ شروع میں لکھنؤ میں ملازم رہے، شاہ اودھ کے سواروں میں تھے جب عمر زیادہ ہوئی تو ملازمت چھوڑ کر ٹونک چلے گئے اور اپنے عزیز قریب سید عبدالرحمٰن عرف چھوٹے میاں (ہمشیرزادہ سید احمد شہید) کے ساتھ رہے۔ نواب ٹونک کی جانب سے وظیفہ مقرر ہوگیا تھا۔ بقیہ زندگی بڑے آرام سے گزاری۔ نماز باجماعت کے بڑے پابند اور شب بیدار آدمی تھے۔ دوسری طرف حکومت کی نگاہ میں بڑے باوقار اور صاحب عزت تھے، بڑے جری اور بہادر تھے۔ مختلف جنگوں میں داد شجاعت دی۔ ۹ صفر بروز شنبہ ۱۲۸۶ھ کو ٹونک میں انتقال کیا۔ دو فرزند یادگار چھوڑے (۱) سید عبدالعزیز (۲) سید عبدالشکور

سید عبدالشکور ابتدائی کتب گھر پر پڑھیں۔ جب ہوش سنبھالا تو اپنے نانا سید مصطفٰی کی جائداد کا انتظام سنبھالا اور مدتوں ٹونک، بریلی اور الہ آباد آنا جانا پڑا۔

www.abulhasanalinadwi.org

کچھ عرصہ کے بعد ٹونک چلے گئے اور ملازم ہوگئے۔ عربی و فارسی کے شاعر تھے تاریخ و انساب پر بڑی نظر تھی۔ نہایت خوش خط اور بڑے کاریگر تھے خاندان کے انساب پر گلشن محمودی نام کی کتاب لکھی تھی، ۴۸ سال کی عمر میں مرض استسقا ہوگیا اور اسی میں ۱۴ ربیع الاول ۱۲۸۲ھ کو ٹونک میں انتقال ہوگیا۔

سیّد علی مرتضیٰ

سیّد عبدالشکور کے صاحب زادے تھے۔ ٹونک میں تعلیم حاصل کی۔ اور وہیں ملازم ہوگئے۔ بڑے نیک اور پاکیزہ اخلاق تھے۔ ہر کس و ناکس سے خندہ پیشانی سے پیش آتے اور فائدہ پہونچاتے ۲۵ سال کی عمر پاکر ۱۲۸۹ھ میں انتقال ہوگیا۔

سید قطب الدین احمد

اپنے بھائی علی مرتضیٰ کے ساتھ علم حاصل کیا پڑھنے لکھنے کا فطری ذوق تھا۔ ٹونک میں منصفی اور فوجداری کے عہدہ پر فائز تھے۔ انتہائی ذکی، ہوشمند اور صاحب خیر[1] تھے۔

سید مصطفیٰ

سید قطب الدین احمد کے بڑے صاحبزادے تھے۔ جوان صالح اور پابند صوم و صلوٰۃ تھے اخلاق و خصائل پاکیزہ رکھتے تھے اپنے پیچھے ایک صاحبزادہ سید عبیداللہ یادگار چھوڑا۔ جو نیک و سعید تھے۔ تقسیم کے بعد لاہور چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔

[1] پانچ صاحبزادے ہوئے۔ سید مصطفیٰ۔ سید عبدالشکور۔ سید عبیداللہ۔ سید حسن مجتبیٰ۔ سید محمد عقیل۔ سید حسن مجتبیٰ کے ایک فرزند سید عامر، سید عقیل کے فرزند، سید جعفر، سید عبداللہ کے دو فرزند سید عبدالرب۔ سید حامد

سید علم الہدیٰ

ناخواندہ تھے۔ مگر بڑے جری، باہمت اور صاحب قوت تھے۔ مولانا محمد واضح نبیرہ حضرت شاہ علم اللہ کے داماد تھے۔ تقریباً سو سال کی عمر پائی۔ دو بار فالج گرا۔ اور آخر میں ہوش و حواس باقی نہ رہے۔ ٹونک میں سنہ ۱۲۸۰ھ کو انتقال کیا۔

سید نور الہدیٰ

سید علم الہدیٰ کے بیٹے تھے۔ اور والد کی طرح ناخواندہ تھے مگر قرآن شریف کی تلاوت کا معمول تھا۔ مولانا محمد واضح صاحب کے نواسے تھے اس لئے اعمال و اخلاق میں بڑی پاکیزگی پائی تھی۔ ۱۲۸۹ھ میں ٹونک میں انتقال کیا، دو صاحبزادے یادگار چھوڑے۔ قطب الہدیٰ[1] اور شمس الہدیٰ[2]۔

سید شمس الہدیٰ

خاندان علمی کے مشہور بزرگ حضرت سید محمد ضیا کی اولاد میں تھے۔ خوش مزاج پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ ٹونک میں ملازم تھے۔ سید نور الہدیٰ بن مولوی سید محمد علی کے داماد تھے۔

تین فرزند ہوئے۔ محمد ضیا[1]۔ محمد ضیا[2]۔ عبدالرحمٰن[3] عرف ماننے میاں۔

سید عبدالقیوم

۲ رجمادی الاولیٰ ۱۲۴۷ ہجری کو تکیہ شاہ علم اللہ میں پیدا ہوئے اپنے والد حضرت شاہ عبدالجلیل کے قدم بقدم تھے۔ صاحب علم و عمل اور شریعت کے بڑے پابند تھے۔ طہارت اور پاکیزگی میں بڑا غلو تھا۔ خوش اخلاق

www.abulhasanalinadwi.org

اور نیک اطوار تھے۔ بڑے ذکی فہیم اور خوش بیان واقع ہوئے تھے۔

آخر عمر ٹونک میں گذاری اور ۶۷ سال کی عمر میں ۲۶ محرم ۱۳۱۵ھ کو انتقال ہوا۔

دو صاحب زادے ہوئے۔ سید محمد اور سید ابو اللیث۔ سید محمد حافظ قرآن تھے۔ کوئی نرینہ اولاد نہیں ہوئی۔ سید ابو اللیث کے دو بیٹے سید محمد اور سید احمد تھے۔

فہرست

پیش لفظ	۱	سید محمد علی	۲۲
سلسلہ نسب حضرت شاہ علم اللہ	۲	سید محمد موسیٰ	۲۳
شیخ الاسلام قطب الدین مدنی اور انکی اولاد	۵	سید محمود	۲۳
حضرت شاہ علم اللہ	۸	سید حسن مثنیٰ	۲۳
سید محمد ہدیٰ	۱۱	سید ابو القاسم	۲۵
سید محمد نور	۱۲	سید حمید الدین	۲۷
سید محمد عمران	۱۴	سید محمد سعید	۲۷
سید محمد نعمان	۱۴	سید عبید الرزاق	۲۸
سید محمد عثمان	۱۵		
مولوی عبد السبحان	۱۵	سید عبد الرحمن	۲۰
مولوی سید محمد علی	۱۷	سید محمد عرفان والد حضرت سید	۳۲
تخشی سید نور الہدیٰ	۲	احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ	
تخشی سید محمد عثمان	۱۸	سید محمد ابراہیم	۳۳
تخشی سید محمد	۱۹	سید محمد یعقوب	۳۳
مولانا سید طلحہ	۲۰	سید محمد یوسف	۳۴
مولوی سید احمد علی	۲۱	سید محمد عرفان	۳۴
سید زین العابدین	۲۱	سید محمد مصطفیٰ	۳۶
سید احمد علی	۲۲	سید محمد یونس	۳۷

www.abulhasanalinadwi.org

سید محمد یحییٰ ۳۸
سید محمد اسمٰعیل ۳۸
سید محمد اسحٰق ۳۹
حضرت سید احمد شہید ۴۰
چند دوسری علمی شخصیتیں
سید محی الدین احمد ۴۳
سید عبد الشکور ۴۳
سید علی مرتضیٰ ۴۴
سید قطب الدین احمد ۴۴
سید مصطفیٰ ۴۴
سید علم الہدیٰ ۴۵
سید نور الہدیٰ ۴۵
سید شمس الہدیٰ ۴۵
سید عبد القیوم ۴۵

www.abulhasanalinadwi.org